(۲)

عالمِ بالا کی بساط کے مہروں کی نقل و حرکت کے متعلق ہم براہِ راست تو کچھ نہیں جان سکتے البتہ ہوا کے جھونکے ہی کچھ غمازی کر دیتے ہیں۔ مگر اس غمازی کی بنا پر کوئی ٹھوس بات تو نہیں کہی جا سکتی۔ اب مثلاً جسٹس تنزیل الرحمٰن صاحب اسلامی نظریاتی کونسل کی صدارت سے الگ ہوئے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کیوں الگ ہوئے؟ ان کا کوئی قصور تھا؟ قصور ہی قصور تھا یا کوئی خدمات بھی تھیں؟ پھر کیا قصور کا پلڑا زیادہ بھاری ہو گا؟ یا کیا وہ کارپردازوں کو خوش نہ رکھ سکے؟

ہم عامیوں کی دانست میں وہ ملک کے ایک ایسے فاضل آدمی تھے جو مروجہ قانون سے بھی براہِ راست واقفیت رکھتے تھے اور قانونِ شریعت کے دائرے میں بھی ان کے مطالعہ و تحقیق کے بصیرت افروز نتائج و ثمرات سامنے موجود ہیں۔ وہ ایک غیر فرقہ وارانہ شخصیت کے مالک تھے اور ہر قسم کی گروہ بندیوں سے منقطع۔ ان کے متعلق خواص کے حلقوں سے گواہی مل سکتی ہے کہ وہ صاحبِ دیانت و امانت اور محنتی آدمی تھے۔ ہمارا خیال ہے کہ ان کا بدل آسانی سے نہیں ملے گا۔

ایسے آدمی کے الگ ہونے پر اور نہیں تو کم سے کم اس کا کیا ہوا کام قوم کے سامنے ضرور آنا چاہیئے تھا۔ جن قوانین کی انہوں نے تدوین کی اور کرائی یا کسی نامکمل مسودے کی تکمیل ان کے دور میں ہوئی ایسے تمام کاموں کی رپورٹ سامنے آنی چاہیئے تھی۔ خاص طور پر حال ہی میں ملک کے آئندہ سیاسی نظام کے متعلق انہوں نے وسیع پیمانے پر اہلِ علم کے مشورے حاصل کر کے جو خاکہ تیار کیا تھا وہ تو لازماً شائع ہونا چاہیئے تھا تاکہ لوگ اس پر مزید غور و بحث کرتے۔ اس خاکے کے متعلق جب یہ کہا گیا کہ اس میں عملی اقدامات تجویز نہیں کئے گئے تو اس قول کے بعد یہ ضرورت اور بھی بڑھ گئی کہ کتاب و سنت کی بنیادوں پر جو سیاسی ڈھانچہ تجویز کیا گیا تھا۔ وہ ملک کے تمام سوچنے سمجھنے والوں کے سامنے آ جاتے۔

یہ روایت کچھ اچھی نہیں کہ اندر ہی اندر کسی موضوع پر اسلامی نظریاتی کونسل میں کبھی کام ہو، کسی وزارتی کمیٹی میں بھی اور پھر جس کام کو حکومت چاہے پسند کرے اور جسے چاہے چھوڑ دے بغیر اس کے کہ قوم کے علم میں یہ بات لائی جائے کہ کدھر سے کیا پیش کیا گیا۔ لوگ خود اندازہ کر سکتے ہیں

کہ کدھر کیا نقص ہے یا خوبیاں ہیں تو کیا ہیں ۔

معلوم نہیں، قومی خزانے سے چلنے والے بڑے بڑے قومی اداروں، خصوصاً اسلامی نظریاتی کونسل جیسے ایوانوں کا کام اخفا میں کیوں رکھا جاتا ہے ۔

ایک افواہ یہ ہے کہ جس گروہ نے ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن کو نکلوایا ہے، اس نے ان کے قلم سے تدوین قانون اسلامی کے سلسلے میں شائع شدہ مجموعہ قوانین اسلام پر یہ اعتراض اٹھایا کہ یہ کتاب ہندوستان میں شائع شدہ ایک کتاب کا چربا ہے ۔ اس سے پہلے لاہور کے محکمہ اوقاف کی شائع کردہ علمی کتاب "تاریخ تصوف" کے متعلق بھی واویلا کیا گیا تھا ۔ بجائے اس کے کہ لاہور والے معاملے میں بھی اور خاص طور پر ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن صاحب کی درجۂ اول کی شخصیت کے بارے میں اشتعال سامنے آنے پر (اگر اسے اہمیت دینا ضروری تھا تو) دیانت دار اہلِ علم کا ایک بورڈ بٹھایا جاتا اور وہ باقاعدہ مطالعہ و تحقیق کر کے اور جسٹس تنزیل الرحمٰن صاحب کی وضاحتوں کو سامنے رکھ کر ایک واضح اور قطعی فیصلہ دیتا، کارتوس چھوڑنے والوں کا کارتوس چل گیا اور نشانے پر لگا ۔ سچ ہے ۔ ع
" ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں "

ہم درخواست کرتے ہیں کہ اب "بعد از خرابیٔ احوال" بھی اس معاملے کی ٹھوس تحقیق کرائی جائے ورنہ چغلی کی کرامات ہمارے ہاں بڑھتی جائیں گی ۔ مجھے تو یہ خطرہ پیدا ہو گیا کہ کل ہمارے بزرگوں میں سے کوئی اٹھ کر یہ نہ کہہ دے کہ ایڈیٹر ترجمان القرآن اپنا پرچہ خود تیار نہیں کرتا بلکہ ہانگ کانگ یا سکنڈے نیویا یا نیوگنی کے کسی پرچے سے سب کچھ نقل کر لیتا ہے ۔

آخر اہلِ تنقید کی صفیں اس کام کے لئے موجود ہیں کہ وہ علمی یا ادبی کتابوں کی ہر کمزوری پر گرفت کریں، کہیں سرقہ کا اثر پائیں تو اس کی نشاندہی کریں ۔ آخر یہ حق کسی مذہبی گروہ کے واعظ کیوں زبردستی حاصل کرنا چاہتے ہیں کہ وہ مصنفین کی کتابوں کے خلاف جو چاہیں آواز اٹھائیں اور پھر بغیر کسی ٹھوس انکوائری کے انہی کی آواز کو خدا کی لاٹھی بنا دیا جائے ۔ یہ روش اگر مختلف مذہبی گروہ اختیار کر لیں تو میرا خیال ہے کہ اس ملک میں کوئی صاحب علم و تحقیق

بچا نہ رہ جائے گا۔

اسلامی نظریاتی کونسل کے صدروں کے ادل بدل کے سلسلے کو دیکھ کر یہ اندیشہ بھی لوگ محسوس کر سکتے ہیں کہ پرانے تاخیری حربے چونکہ بدنام ہو گئے ہیں، لہذا اب ایک نیا تاخیری حربہ ایجاد کیا گیا ہے کہ نظریاتی کونسل کچھ عرصے تک کام کرے، پھر اس کے صدر کو بدل دیا جائے۔ نیا صدر پچھلے کام کے خطوط سے کسی قدر مختلف انداز میں کام کو آگے بڑھا چکے تو پھر اسے بھی ہٹا دیا جائے اس طرح دسیوں سال تجربے کئے جا سکتے ہیں۔

کیا یہ بھی "اسلام بادلِ ناخواستہ" کے مریض بعض بیورو کریٹس کا کھیل تو نہیں ہے۔ جب کھیل گرم ہو تو یہ لوگ ریفری بن کر یا ریفری سے کہہ کر کپتان کو آؤٹ کرا دیں پھر نئے سرے سے کھیل شروع ہو اور پھر دوسرے کپتان کو آؤٹ کرا دیا جائے۔

اس پہلو سے نہ صرف اچھی طرح تحقیق ہونی چاہیئے اور پہلے دورِ صدارت اور دوسرے دورِ صدارت میں ہونے والے کام کی رپورٹ بھی سامنے لائی جائے اور جو مسودہ ہائے قانون تیار ہوتے ہیں۔ ان کا ایک مجموعہ برائے استصواب شائع کر دیا جائے۔

اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ آنے والے تیسرے صدر کو خیال رکھنا ہوگا کہ وہ کام کی مقدار اور اس کے معیار کو سابق سے نہ گرنے دے۔

ہمارا خیال ہے کہ کسی نہ کسی طرح عوام کو یہ اطمینان ہونا چاہیئے کہ اسلامی نظریاتی کونسل کو افسر شاہی نے اپنا ٹینس کورٹ تو نہیں بنا لیا۔ صدران کے لئے محض گیند ہو اور ارکان تماشائی۔

نوٹ

یہ سطور کتابت ہو کر طباعت کے لیے جا رہی تھیں کہ یہ خوش آئند اطلاع ملی کہ اسلامی نظریاتی کونسل کے ہونے والے اجلاس کی صدارت جسٹس تنزیل الرحمٰن